رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ☆ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان۔

شائع ہوتا ہے ہر سوموار اور جمعرات

قیمت سالانہ پیشگی [illegible]

| نمبر ۲۹ | مورخہ ۱۸۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء | دو شنبہ | مطابق ۵ صفر المظفر سنہ ۱۳۳۹ھ | جلد ۸ |

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح۔ نظم (چلیگی نسیم ظفر دیکھ لینا) صہ ۱
نامہ لنڈن صہ ۲
مسٹر ظفر علی کی گرفتاری صہ ۳
فدائیان خلافت کو تازہ خطاب }
ہندو مسلم اتحاد کا حشر تلی کا عارضہ } صہ ۵
کلام الامام (غیور اور با اخلاق بننے کا زمانہ بچپن ہے) صہ ۶
غیر مسیح کا مصلوب ہونا ثابت کرنیوالے کو انعام صہ ۹
اشتہارات صہ ۱۰
ہندوستان کی خبریں صہ ۱۱
ممالک غیر " " صہ ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں ہفتہ میں تین دن درس قرآن کریم دیتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے جناب حافظ روشن علی صاحب کا نکاح ثانی آمنہ بنت پیر دولت علی صاحب ساکن پنڈ عزیز ضلع گجرات سے ۵۔ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو دو سو روپیہ مہر پر پڑھا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب آجکل رخصت پر ہیں۔ اور یہیں تشریف رکھتے ہیں۔

موسمی عوارض بخار اور نزلہ کی کسی قدر شکایت پائی جاتی ہے۔

نظم

چلیگی نسیم ظفر دیکھ لینا

(از جناب سید صادق حسین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ)

دعائیں ہوئیں کارگر۔ دیکھ لینا
زمانہ کو زیر اثر۔ دیکھ لینا

ہمیں ہیں جو رب العلا کی مدد سے
جھکا دینگے دنیا کا سر دیکھ لینا

جلا دینگے مردوں کو اذن خدا سے
دم عیسوی کا اثر دیکھ لینا

جو لنڈن میں خورشید اسلام چمکا
فروغ اس کا اہل نظر۔ دیکھ لینا

ہوئے سینکڑوں لنڈنی احمدی
وہاں جاکے احمد نگر۔ دیکھ لینا

زمیں ہم نے لنڈن میں ہے مول لے لی
وہاں اب خدا کا بھی گھر دیکھ لینا

گل آرزو اب چمن میں کھلینگے
چلیگی نسیم ظفر۔ دیکھ لینا۔

بنائینگے لنڈن میں اللہ کا گھر
اولو العزم فضل عمر دیکھ لینا

رواں ہونگی اس سے ہدایت کی نہریں
زمیں ہوگی یورپ کی تر۔ دیکھ لینا

مٹائیگی تثلیث کا نقش باطل
یہ توحید کا تم اثر دیکھ لینا

ہمیں فتح کو دُنیا میں پھیلائینگے اب
کچل دینگے باطل کا سر دیکھ لینا

جو اسلام کو چاہتا ہے مٹانا
مٹے گا وہی خیرہ سر دیکھ لینا

جہاں رات ہے کفر کی سنسناتی
وہاں دین کی اب سحر دیکھ لینا

سُنیں گے جو اللہ اکبر کا نعرہ
تو شق ہونگے ان کے جگر دیکھ لینا

گئے ہیں جو لنڈن میں داعی ہمارے
ابد تک وہ ہیں نامور دیکھ لینا

ہے اوج سعادت پہ نیرؔ انہیں کا
انہیں کی ہے فتح و ظفر دیکھ لینا

جسے لوگ کہتے تھے ہے سم قاتل
اسی میں حیات بشر دیکھ لینا

جو بُستان احمد میں ہونگے فرو کش
وہ کھائینگے شیریں ثمر دیکھ لینا

جہاں جس کے سایہ میں آرام لیگا
یہی ہے وہ سبز شجر دیکھ لینا

مٹیگا وہ فتنہ جو برپا ہوا ہے
رہیگا نہ یہ شور و شر دیکھ لینا

بشر ہیں مگر خیر اُمت لقب ہے
بجھا دینگے ہم نار شر دیکھ لینا

وہ دجال اکبر کا حصن طلسمی
جڑوں سے گرا خاک پر دیکھ لینا

کوئی وار اسلام پر گر کرے گا
ہمیں ہونگے سینہ سپر دیکھ لینا

دکھائینگے سیف قلم کی روانی
اوتارینگے ہم اس کا سر دیکھ لینا

عدو سامنے آکے صادق کے ٹھہرے
نہیں اس کا ایسا جگر۔ دیکھ لینا

نامۂ لنڈن

پانچ نو مسلم

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۲ء)

نیرؔ لنڈن سے باہر

میں تین ہفتہ کے لئے لنڈن سے باہر گیا تھا۔ اور اس سالانہ رخصت کے لئے میں نے سوتھ سی پورٹسمتھ کو پسند کیا۔ کیونکہ وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی جماعت کے مخلص افراد رہتے ہیں۔ اسطرح کام و تفریح دونو ملا لینے کا موقعہ ملا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سفر کے حالات دوسرے خط میں عرض کرسکونگا۔ سردست صرف اسقدر کہتا ہوں کہ کسی ساعت سعید میں سلسلہ حقہ کی تبلیغ کا بیج سرزمین سوتھ سی میں بو یا گیا ہے۔ اور ہر طرح امید ہے کہ یہ پودا ثمرور ہوگا۔ مجھے اس سفر میں تبلیغ حق کا بہت عمدہ اور کامیاب موقعہ ملا۔ الحمد للہ۔

اس سفر کی وجہ سے میں دوستوں کے خطوط کا جواب بھی نہیں دے سکا۔ اسلئے معافی کا خواستگار ہوں ساتھ ہی تمام مہربان محسنوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں ہر ایک کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے ٭

تازہ نو مسلم

جن اصحاب کو اللہ تعالیٰ نے گزشتہ چار ہفتہ میں اسلام قبول کرنے اور سلسلہ حقہ میں داخل ہونے کی توفیق بخشی ہے۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں انکی درخواستہائے بیعت حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھجوا دی گئی ہیں۔

مسیحی نام	اسلامی نام	کیفیت
(۱) مسز روز ورنن Mrs. Rose Vernon.	رابعہ	تعلیم یافتہ سنجیدہ۔ بوڑھی مطالعہ کی شائق صوفی مزاج لیڈی ہے۔
(۲) کونٹس لینا ڈی لودیا Countess Lena de Lauviers.	عائشہ	ایک فرانسیسی کونٹ کی انگریز بیوی ہیں۔ نہایت سنجیدہ اور سمجھدار خاتون ہے۔
(۳) مسٹر جیمز ٹرنر Mr. James Turner.	عبدالرحیم	یہ صاحب سوتھ سی کے باشندہ اور فہیم تجربہ کار مسن جنٹلمین ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد فرماتے تھے۔ کہ ۵۰ سال کا اضطراب قلب اسلام قبول کرنے کے بعد تسلی و اطمینان سے بدل گیا۔
(۴) مسز میبل ایما علی Mrs. Mabel Emma Ali.	صفیہ	مسز عائشہ فرسکنہ کارڈف کی تبلیغ سے اور احمدیہ لٹریچر پڑھ کر اسلام قبول کیا ٭
(۵) مسٹر رالف والڈو ورنن Mr. Ralf Waldo Vernon.	ناصر احمد	بہن رابعہ ورنن کا لڑکا ہے نہایت ذہین۔ نیک صورت اور پاک سیرت ہونہار لڑکا ہے ٭

احباب دُعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت بخشے۔

نو مسلموں کی تعلیم و تربیت

نو مسلم مرد و عورتوں میں دین سیکھنے کا شوق بڑھ رہا ہے اور نہ صرف نماز اور دیگر عربی کلمات حفظ کرائے جارہے ہیں بلکہ بعض کی کوشش ہے کہ قرآن کریم عربی زبان میں پڑھیں۔ دو خواتین قاعدہ یسرنا القرآن پڑھ رہی ہیں ٭

حضرت خلیفہ ثانی کی ایک پرانی رباعی

ہائے کثرت میرے گناہوں کی
وائے کوتاہی میری آہوں کی
اسپہ یہ لطف اور یہ انعام
کیا طبیعت ہے بادشاہوں کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۸ - اکتوبر ۱۹۲۰ء

مسٹر ظفر علی کی گرفتاری اور "زمیندار" کے خرمن میں چنگاری

۳۱ ستمبر کے "الفضل" میں ایک معزز نامہ نگار کا مضمون شائع ہو چکا ہے۔ جسمیں مختصراً بتایا گیا تھا۔ کہ مسٹر ظفر علی نے جب کبھی تہذیب و متانت کو چھوڑ کر سلسلہ احمدیہ کے خلاف نیش زنی کی ہے۔ جب ہی کوئی نہ کوئی افتاد ان پر آپڑی ہے۔ نہ معلوم اس مضمون میں کونسی ایسی چنگاری پوشیدہ تھی۔ جس نے بیچارے "زمیندار" کے خرمن میں آگ لگادی۔ اور وہ آپ سے باہر ہو کر اپنے ۷۔ اکتوبر کے پرچہ میں بے سروپا باتیں کہنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔

سب سے اول اس نے مسٹر ظفر علی کے بجرم بغاوت گرفتار ہو کر جیل کی کال کوٹھڑی میں بند ہونے کو "سعادت ابدی" اور "عزت سرمدی" بتایا ہے۔ اور اسے ایسی "نعمت عظمیٰ" قرار دیا ہے۔ جو ہر ایک کو نہیں حاصل ہو سکتی لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا ہے۔ کہ مسٹر ظفر علی کے لئے ہندوستان کے گوشے گوشے میں جلسے منعقد ہوئے اور اظہار ہمدردی کی قراردادیں منظور کی گئی ہیں"۔

اول تو یہی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ بغاوت کے سے شرمناک جرم میں گرفتاری "سعادت ابدی" اور "عزت سرمدی" کیونکر کہلا سکتی ہے۔ جبکہ خدا تعالےٰ نے ینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی کے صریح اور بین ارشاد میں دیگر افعال شنیعہ کے ساتھ ہی اس سے بھی روکا ہے۔ لیکن اگر "زمیندار" کی شریعت میں فعل ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ اس کا خیال ہے۔ تو پھر اس موقع پر اظہار ہمدردی کے جلسے اور قراردادیں پاس ہونے کے کیا معنی؟ اور زمیندار میں اس موقع پر سخت صدمہ کے پے در پے اظہار اور غمزدہ ہونے کے اعلان کرنے کی کیا وجہ؟ کیا "نعمت عظمیٰ" کے حاصل ہونے کا یہی مقتضی ہے۔ کہ جس کو حاصل ہو اس کے ہاں صف ماتم بچھ جائے۔ اس سے غم و اندوہ کا اظہار کیا جائے۔ اور رونا دھونا شروع کر دے۔ اگر نہیں۔ تو "زمیندار" کے صفحات کا اس قسم کی تحریروں سے پُر ہونا خود ظاہر کر رہا ہے۔ کہ اس گرفتاری کو "نعمت عظمیٰ" قرار دینا کہاں تک درست اور صحیح ہے۔ باوجود اس کے اگر زمیندار کے نزدیک جرم بغاوت میں گرفتار ہو کر زندان خانہ کو رونق بخشنا سعادت ابدی ہے۔ تو اسے الفضل کے مضمون پر نعل در آتش ہونے کی کیا ضرورت تھی۔

"زمیندار" نے اپنی بے بسی کو مظلومیت کے پردہ میں چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"مولانا ظفر علی خان صاحب نے قادیان شریف کے بسنے والوں اور ان کے مرشد سجادہ نشین کی خاطر اظہار خیالات میں کبھی ابتدا نہیں کی بلکہ ہمیشہ ان کے متعلق خاموشی کو بہتر سمجھا"۔

غالباً اس غلط بیانی کی وجہ یہ ہے کہ زمیندار کے موجودہ ایڈیٹر صاحب نے حال ہی میں چند روپے ماہوار کی آسامی مل جانے پر مسٹر ظفر علی کو اپنا "قبلہ" منتخب کیا ہے۔ اور ان کی گذشتہ کارگذاری سے واقف نہیں ہیں۔ ورنہ وہ یہ نہ لکھتے۔ اگر وہ زمانہ کسی کو یاد نہ رہا ہو۔ جبکہ مسٹر ظفر علی "نقاش" کے پردہ میں بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف سخت بیہودہ سرائی سے کام لیتے تھے۔ تو "ستارہ صبح" کے اجراء کے ایام جن پر کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ فراموش نہیں ہو سکتے۔ ان دنوں جماعت احمدیہ کے بانی اور موجودہ امام کی شان میں جس قدر بیہودہ سرائی سے کام لیا گیا۔ کیا اس کی وجہ صرف یہ نہ تھی کہ چونکہ حکومت کے زبردست ڈنڈے نے مسٹر ظفر علی کو ملکی معاملات میں دخل دینے سے روک دیا تھا۔ اور انہیں چار و ناچار سیاسیات کو "دور از کار" مشغلہ قرار دے کر اس سے کلیۃً علیحدگی کا اعلان کرنا پڑا تھا۔ اسلئے عوام میں ہل چل پیدا کر کے اپنی دوکان چمکانے کے لئے ہمارے خلاف ناپاک و سفیہانہ مضامین کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ اس کو بھی جانے دیجئے۔ زمیندار کے "دور جدید" کو ہی دیکھ لیجئے۔ کس طرح سردار نصر اللہ خان کے مرنے کی ایک معمولی سی خبر کے لئے کہ جس سے ان کا کچھ بھی تعلق اور واسطہ نہ تھا۔ کیسی بدتہذیبی کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہوئے تھے۔ اور پھر متعدد مضامین جنمیں سوائے بدزبانی اور گالی گلوچ کے اور کچھ نہ تھا۔ ہمارے موجودہ امام کے متعلق شائع کئے۔

جس اخبار کے یہ حالات ہوں۔ اس کے متعلق اگر کوئی ایسا شخص جو اخباری دنیا سے بالکل الگ تھلگ زندگی بسر کر رہا ہو۔ کہے۔ کہ اس نے "کبھی ابتدا نہیں کی"۔ تو معذور سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن ایک اخبار اور پھر زمیندار اخبار کے ایڈیٹر صاحب کا یہ کہنا دیدہ دانستہ غلط بیانی ہوگی۔ ہاں ہم اپنی طرف سے یقین دلا سکتے ہیں۔ کہ آئندہ اس وقت جبکہ مسٹر ظفر علی کے ہاتھ میں قلم اور اپنے خیالات کے اظہار میں آزادی نصیب ہو۔ اگر وہ ہمارے سلسلہ کے خلاف لکھنے میں ابتداء نہ کرینگے۔ تو ہمیں بھی ان کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور ہم انہیں اسی میں داخل شدہ سمجھ لینگے جس میں سلسلہ احمدیہ کے اور بہت سے مخالف داخل ہو چکے ہیں۔

کیا امید کی جا سکتی ہے۔ کہ ایک عرصہ کے تلخ تجربہ سے سبق حاصل کر کے مسٹر ظفر علی سلسلہ احمدیہ کی مخالفت سے دست بردار ہو جائینگے۔ اور آئندہ ان کی طرف سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہوگی جس پر ہمیں نوٹس لینے کی ضرورت پیش آئے۔ اس کے متعلق یقین دلانا ایڈیٹر صاحب زمیندار کا فرض ہے۔

"زمیندار" نے جھنجھلا کر ہم سے دریافت کیا ہے "کیا قہر قادیانیہ کے مورد مولوی ظفر علی خان ہی ہیں جو کہ ہمہ وقت آلام بن رہے ہیں۔" ہم مانتے ہیں کہ سلسلہ احمدیہ کے اور بھی مخالف ہیں۔ اور ان میں وہ بھی ہیں جنہیں زمیندار نے گھر کا بھیدی کہہ کر اس مقدس مقام کی تخریب میں کوشاں ہونے پر خوشنودی کا پروانہ دیا ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کا مخالف ٹھہرایا ہے۔ اور جیسے تمام امتوں کے لئے نشان ٹھہرایا ہے۔ لیکن انہیں معلوم

ہونا چاہیئے۔ خدا جس کو چاہتا ہے۔ پکڑتا ہے اور جس کو چاہتا ہے۔ ڈھیل دیتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سارے کے سارے معاندین یک لخت گرفتار آلام نہیں ہو گئے تھے۔ بلکہ جس کی شوخی اور شرارت جس وقت خدا تعالیٰ کے نزدیک ناقابل درگذر حد کو پہنچ گئی۔ اسی وقت پکڑا گیا۔ اب بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اور اس امر کا فیصلہ کہ فلاں شخص قابل گرفت ہے۔ اور فلاں کو ابھی ڈھیل ملنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔

باقی رہا یہ کہ تمام مسلمانان عالم جو ہمارے مخالف ہیں ان پر کوئی عذاب کیوں نہیں آتا۔ تعجب ہے یہ سوال ایسے وقت میں ہم سے دریافت کیا گیا ہے۔ جبکہ کوئی سمجھدار اور عقلمند اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ اس وقت تمام دنیا کے مسلمانوں پر جس قدر نازک گھڑی آئی ہوئی ہے اس سے قبل کبھی نہیں آئی۔ ہمیں ضرورت نہیں کہ اس کی تفصیل میں جائیں۔ لیکن کیا اس میں کچھ شک ہے۔ کہ اسوقت مسلمان تمام دنیا کی اقوام میں سب سے زیادہ ہدف مصائب بنے ہوئے ہیں۔ کوئی ملک۔ کوئی علاقہ کوئی جگہ ایسی نہیں۔ جہاں وہ آرام و اطمینان کی زندگی بسر کر رہے ہوں۔ وہ اپنے خلیفۃ المسلمین کو عیسائی سلطنتوں کے زیر حراست سمجھتے ہیں۔ وہ ٹرکی کا جنازہ نکال چکے ہیں۔ ان کے نزدیک مقامات مقدسہ پر ایک باغی قابض ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا عذاب ہو سکتا ہے۔ اسوقت تو مسلمان کہلانیوالوں کی حالت ایسی دردناک ہو رہی ہے کہ انہیں انکی سراسیمگی۔ بے سروسامانی اور بے راہ روی کو دیکھ کر رونا آتا ہے۔ اور وہ خود بھی اپنی بے چارگی کا اعتراف کرتے ہیں۔ چنانچہ مدراس کا روزانہ مسلمان اخبار قومی رپورٹ اپنے تازہ پرچہ میں لکھتا ہے۔ "آج ہم مسلمانوں کا وہی حال ہے جیسا چھ صدی پہلے یہود۔ مجوس۔ عیسائی اور پارسیوں کا تھا۔ گویا یہود کی سی بدبخت قوم جس کے متعلق خدا نے یہ سزا مقرر کر دی ہے۔ کہ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ انکی موجودہ حالت سے بھی مسلمانوں کی موجودہ حالت بدتر ہو چکی ہے۔" مگر پھر بھی "زمیندار" اس کو کافی نہیں سمجھتا۔ اور وہ اس سے بھی بڑھ کر دردناک حالات میں مسلمانوں کو دیکھنے کا خواہش مند نظر آتا ہے۔

"زمیندار" نے اس فقرہ پر کہ مسٹر ظفر علی خدا تعالیٰ کی گرفت میں آگیا۔ عجیب انداز میں مذاق اڑایا ہے اور لکھا ہے "بیسویں صدی کا تازہ علمی و ادبی انکشاف ملاحظہ ہو۔ گورنمنٹ ہند کو خدا تعالیٰ کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔ کیونکہ مولانا ظفر علی خان تو صرف حکام سرکاری کی گرفت میں آئے ہیں۔"

لیکن وہ اصحاب جن کا ایمان قرآن کریم کے اس ارشاد پر ہے کہ ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ۔ اللہ کے حکم بغیر کسی کو کوئی مصیبت نہیں پہنچتی۔ ان کے نزدیک تو یہ کوئی تازہ علمی و ادبی انکشاف نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ گذرا۔ خدا تعالےٰ خود ظاہر کر چکا ہے۔ اور کوئی ایسا شخص جو تعلیم اسلام سے واقف ہو۔ اور جس کے دل میں ذرہ بھی نور ایمان ہو۔ اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ البتہ زمیندار کا "وہ تازہ علمی اور ادبی انکشاف" ضرور قابل ملاحظہ ہے۔ جو اس نے ایک مشہور ضرب المثل کے متعلق کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ اسکے نزدیک "مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ" درست نہیں۔ بلکہ درست "مارو گھٹنا پھوٹے الہ آباد" ہے۔ جیسا کہ اس نے اپنے مضمون میں لکھا ہے۔

پھر اگر مسٹر ظفر علی کو حکام سرکاری کی گرفت میں آنے پر جو دراصل خدا کی طرف سے گرفت ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ خدا کی گرفت میں آگئے۔ تو خود زمیندار نے اسی "گرفت" کے متعلق یہ کیونکر لکھا ہے۔ کہ یہ ایک ایسی "نعمت عظمیٰ" ہے۔ "جو ہر ایک کے حصے میں نہیں آتی۔ خدا تعالےٰ جسے چاہے دے"۔ کیا اگر اس گرفت کو جو بالفاظ "زمیندار" "صرف حکام سرکاری کی گرفت" ہے۔ برعکس نہند نام زنگی کافور کے ماتحت "نعمت عظمیٰ" کہدیا جائے۔ تو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھی جائیگی۔ اور اگر اس کو اپنے اصلی مفہوم پر رہنے دیا جائے۔ تو یہ صرف حکام کا فعل کہلائے گا۔

"زمیندار" نے ہمیں مخاطب کر کے خدا کی گرفت میں آنے والوں کی حسب ذیل علامت بتائی ہے کہ :-

"خدا کی گرفت میں تو وہ ہیں۔ جو خائب و خاسر ہیں جنھیں روز بروز اپنے مقصد میں ناکامی و نامرادی کے کنوئیں جھانکنے پڑتے ہیں۔"

لیکن اگر وہ ذرا گریبان میں منہ ڈالکر دیکھے۔ تو اسے معلوم ہو کہ اسکے مصداق ہم نہیں۔ بلکہ وہی ہیں۔ جن میں خود زمیندار بھی شامل ہے۔ ہم تو خدا کے فضل و کرم سے دن بدن ہر رنگ میں ترقی کر رہے ہیں۔ اور کوئی دن نہیں آتا۔ جو ہمارے لئے خدا کے انعام نہیں لاتا۔ اور ہمارے دل کو امید سے بھر نہیں دیتا۔ برخلاف اس کے ہمارے مخالفین کی جو حالت ہے۔ اس کا کسی قدر ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔ پس ہم وہ نہیں ہیں۔ جنھیں اپنے مقصد میں ناکامی و نامرادی کے کنوئیں جھانکنے پڑتے ہیں۔ بلکہ اس کے مصداق وہی ہیں۔ جنھیں ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور لگانے کے باوجود خلافت ٹرکی کے معاملہ میں سوائے ناکامی اور نامرادی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوا۔ جن کے قائم مقام "مذہبی دریوزہ گری" کے لئے یورپ میں پہونچے۔ مگر اپنا سا منہ لیکر واپس آگئے۔ اور جو بغیر سوچے سمجھے دیوانہ وار حرکتیں کر کے جیل خانے آباد کر رہے ہیں۔ اگر اسی کا نام مقصد میں کامیابی اور بامرادی ہے۔ تو زمیندار اور اس کے ہوا خواہوں کو مبارک ہو۔

"زمیندار" نے مسٹر ظفر علی کی گرفتاری کی وجہ یہ بتائی ہے کہ وہ "مذہب مقدس اسلام کی حمایت اور خلافت عالیہ اسلامیہ کی اعانت کے جرم میں ماخوذ کئے گئے ہیں۔ لیکن اگر مذہب کی حمایت اور خلافت کی اعانت کے نقاب کو الٹ دیا جائے۔ تو ساری حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اگر ان لوگوں کی چیخ و پکار کو سنا جائے۔ جنہیں مسٹر ظفر علی نے "جہاد بالقلم واللسان" کرتے ہوئے مجروح کیا ہے۔ تو اس گرفتاری کا کوئی اور ہی باعث نظر آتا ہے۔ چنانچہ روزانہ اخبار "اتفاق" دہلی میں "مظلوموں کی آہوں نے ظفر علی خان کو گرفتار کرایا" کے عنوان سے ایک صاحب نے مضمون لکھا ہے۔ جس میں اپنی تباہی و بربادی کا باعث مسٹر ظفر علی اور اخبار زمیندار کو ٹھیرایا ہے۔ اسی طرح ایک اور شخص نے دوسروں کو متنبہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

"میری بڑی دکھ کی داستان ہے۔ مگر اس کا لب لباب یہ ہے۔ کہ کوئی ظفر علی کی بات نہ سنے اور اخبار زمیندار نہ پڑھے۔ جس نے مجھ جیسے ہزاروں کو برباد و تباہ کر دیا۔"

پھر لکھا ہے :-

"ہم چار بھائی تھے۔ تین بھائی وہاں مر گئے۔ خاتمہ ہم نے کئے۔ پیدل ہم چلے۔ گالیاں ہم نے سُنیں اب تینوں میری بھاوجیں بیوہ ہیں۔ جو مجھے رات دن کوستی ہیں۔ اور میں ظفر علی خان کو کوستا ہوں اور رات دن خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ظفر علی خان اور اس کی اولاد ...... "

ہمیں ان واقعات سے علیحدہ ہے کہ نتائج جو مسٹر ظفر علی خان نے حمایت اسلام اور اعانت خلافت کے متعلق سرانجام دیں۔ اور جن کی وجہ سے بقول زمیندار ان کو ماخوذ کیا گیا ہے۔ کیا انہی خدمات پر "زمیندار" پھولا نہیں سماتا۔ اخیر میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ

"دنیائے اسلام کروٹ بدل رہی ہے۔ اگر خلافت مقدسہ اسلامیہ کی مخالفت پر کمربستہ رہو گے۔ تو پھر خدا کے حکم سے چرخ نیلوفری کی ایک گردش تمہیں پیس کر رکھ دیگی۔ اور تمہاری خاک کے ذرے غبار روزگار کی نذر ہو جائینگے "

زمیندار کی دنیائے اسلام جس طرح کروٹ بدل رہی ہے وہ ہم سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن اگر وہ دنیا جہاں کے خلافت ہر ایک بات کو اُلٹی نظر سے ہی دیکھتا ہے تو اسے اس قسم کے ڈراوے پہلے اُن لوگوں کو بتانے چاہئیں۔ جو اس کی تسلیم کردہ "خلافت مقدسہ اسلامیہ" کے نقوش اپنے زبردست ہاتھوں سے مٹا رہے ہیں۔ اور قصر خلافت کی اینٹ سے اینٹ بجا رہے ہیں۔ ہم تو خدا کے فضل سے اسلام کے خادم ہیں۔ اور دنیا میں اسلام پھیلا رہے ہیں۔ ہمیں اس قسم کی دھمکیوں کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ ہاں ہم جواب میں یہ ضرور کہیں گے۔ کل متربص فتربصوا فستعلمون من اصحٰب الصراط السوی و من اھتدی۔ کہ ہر ایک انتظار کرنے والا ہے تم بھی انتظار کرو۔ جلدی ہی جان لو گے۔ کہ کون سیدھے راستہ پر ہے۔ اور کون ہدایت یافتہ ہے ؛

فدایان خلافت کو تازہ خطاب

ان میں بجرم بغاوت بعض پر جو گرفتاریاں ہوئی ہیں۔ اور مقدمے چل رہے ہیں ان کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب گورنمنٹ کو مشورہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"ان سے دو نقصانوں کا خطرہ ہے۔ ایک تو راعی اور رعایا کے درمیان خلیج بڑھتی ہے۔ دوم ان گرفتاروں کی عزت ملک کی نگاہ میں بہت بڑھ جاتی ہے۔ گورنمنٹ ان کو گرفتار کرکے گویا رعایا کے مسلمہ لیڈر بناتی ہے۔ اس لئے ان کی بات کا اثر پہلے کی نسبت بہت بڑھ جاتا ہے۔ اس نقصان کی تلافی مشکل ہے۔ اور یہ لوگ خود بھی اس قسم کی سزاؤں سے متاثر نہیں ہوتے۔ بلکہ بزبان حال یہ کہتے ہیں ؏

تعزیر جرم عشق ہے بے صرفہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گنہ یاں سزا کے بعد

اسلئے ان مجنونوں کو اپنے حال پر چھوڑ کر گورنمنٹ مطمئن رہے۔ کہ ان کی مجنونانہ بڑوں سے حکومت کی سطوت اور جبروت کو ہوا بھی نہیں پہنچ سکتی"۔ (اہلحدیث ۸ اکتوبر ۱۹۲۰ء)

گورنمنٹ اس مشورہ کی جو قدر کریگی۔ وہ تو ہمیں معلوم ہی ہے۔ دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ مسٹر ظفر علی اور دوسرے اصحاب جو بخیال خود سمجھتے ہیں کہ انہیں دین کی بہت بڑی خدمت کرتے ہوئے پکڑا گیا ہے۔ اور جنہیں "فدایان خلافت" سمجھا جا رہا ہے۔ وہ اس خطاب کی کتنی قدر کرتے ہیں۔ جو مولوی ثناء اللہ نے انہیں دیا ہے۔

ہمارے خیال میں مولوی ثناء اللہ نے انہیں "مجنون" قرار دے کر اور ان کی تحریر و تقریر کو "مجنونانہ بڑیں" بتا کر کوئی ایسی مضبوط دلیل نہیں دی۔ جو ان کی رہائی کی امید دلا سکے۔ کیونکہ مجنونوں کو بھی بریلی کے مشہور احاطہ میں ہی رکھا جاتا ہے۔ نہ کہ کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ ایسے لوگوں میں بعض کو سرکاری شفا خانوں میں جا کر شفا بھی ہو جاتی ہے۔ گو وہ کتنی ہی عارضی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ سندھ اور کرم آباد وغیرہ کے واقعات سے ظاہر ہے۔

باقی رہا یہ کہ ان کی بڑوں سے گورنمنٹ کا کچھ بگڑتا ہے یا نہیں۔ اس کا فیصلہ مولوی ثناء اللہ کی نسبت خود گورنمنٹ زیادہ عمدگی کے ساتھ کر سکتی ہے۔ اور اس کا حق ہے۔ کہ جن لوگوں کو اپنے لئے نقصان رساں سمجھے انہیں اپنے رستہ سے ہٹا دے۔ ایسے لوگوں کو اگر عوام باوجود یہ جاننے کے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ مجنونانہ بڑوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اپنا لیڈر بنا لیتے ہیں۔ وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ جس کا خمیازہ کئی دفعہ بھگت چکے ہیں۔

ہندو مُسلم اتحاد کا حشر

۹ - اکتوبر ۱۹۲۰ء کے وکیل میں کسی "مجذوب" صاحب نے ایک مضمون لکھا ہے۔ جسمیں ہندو مُسلم اتحاد کے متعلق فرماتے ہیں :-

"ہندو مسلم اتحاد کا انحصار ترک موالات پر ہے۔ ہندو ترک موالات پر پورے نہ اُتریں گے۔ اور مسلمان ان سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اتحاد ٹوٹ جائیگا کانگریس بے وقعت ہو جائیگی"

بات پتہ کی ہے۔ مگر "ہو جائیگا" کیا "ہو رہا ہے" اور "ہو گیا" کہنا چاہیئے۔ ہندوؤں کے مایہ ناز لیڈر لالہ لاجپت رائے شروع سے مسلمانوں کو ترک موالات کی دیوی کا بکرا بنا رہے ہیں۔ گاندھی جی کے مخاطب عموماً مسلمان ہیں۔ لالہ لاجپت رائے نے کانگریس کے ریزولیوشنوں میں سے صرف ایک کو وقعت دی ہے باقی مسترد۔ اس صورت میں عملی طور پر اتحاد کہاں رہا۔ اور کانگریس کی وقعت کیا رہی۔

تلی کا عارضہ اگر کسی یورپین کے ہاتھوں کسی ہندوستانی کی ہلاکت واقع ہو جائے۔ اور ہلاکت کی کوئی ظاہری علامت نظر نہ آئے تو عام طور پر اس کی وجہ تلی کا پھٹنا قرار دیجاتی ہے۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ جس کے ہاتھوں تلی پھٹتی ہے۔ وہ کیوں بالکل بے قصور قرار دیکر بری کر دیا جاتا ہے۔ کیا جس شامت کے مارے کی تلی بڑھ جائے اسے زندہ رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوتا۔ کہ اس کا خاتمہ کر دینا الیسے گناہ قرار دیا جاتا ہے۔

ابھی حال ہی میں آگرہ میں ایک یورپین پر اسی جرم پر مقدمہ چلایا گیا تھا کہ اس نے اپنے پنکھا قلی کو لاتوں اور گھونسوں سے اسقدر مارا کہ وہ مر گیا۔ جیوری نے جس کے تمام ممبر یورپین تھے۔ ملزم کو اس لئے بری کر دیا کہ قلی کی موت تلی کے پھٹنے سے واقع ہوئی۔ جو بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ اس قسم کے فیصلوں نے تلی کے عارضہ کو بہت شہرت دے رکھی ہے۔ جس سے عوام کے خیالات پر بہت بُرا اثر پڑ رہا ہے ؛

کلام الامام

غیرت اور اخلاق بننے کا زمانہ بچپن ہے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر جو آپ نے ۷ ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ع کو طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول و مدرسہ احمدیہ قادیان کے سامنے ہائی سکول کے ہال میں بیان فرمائی۔

تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:۔

پہلی تقریر متعلق اخلاق کا اعادہ

میں نے سکول کی [illegible] سے پہلے ایک لیکچر اس بات پر تم لوگوں کے سامنے دیا تھا کہ اخلاق کی درستی اور آیندہ کی کامیابی کے لئے تربیت کا موقعہ بچپن ہے۔ درحقیقت جس طرح آج تم لوگ آیندہ کی کامیابی کا بیج اپنے اندر بو سکتے ہو۔ اس سے بہتر زمانہ تمہیں اور کوئی نہیں مل سکتا۔

گو ہمارے مقررہ پروگرام سے یہ مضمون جو میں آج بیان کرنے لگا ہوں علیحدہ ہے۔ کیونکہ پروگرام میں اعتقادات کے مضامین بیان ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ سبق یاد نہیں ہوتا۔ جب تک کہ دہرایا نہ جائے۔ اس لئے آج میں پھر اخلاق ہی کے متعلق کچھ سناتا ہوں۔

غیرت کامیابی کا ذریعہ ہے

دنیا میں کامیابی کے لئے جو چیزیں زیادہ ممد ہوا کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک غیرت بھی ہے۔ غیرت انسان سے ایسے ایسے کام کراتی ہے۔ کہ اگر وہ نہ ہو۔ تو ان کے خیال سے ہی انسان کانپ جائے۔ چہ جائیکہ ایسے کام کی جرأت کرے۔ تو غیرت انسان سے بڑے بڑے کام کرا لیتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ بڑی بڑی کامیابیاں لوگوں نے حاصل کی ہیں۔

غیرت نے ایک جاہل کو عالم بنا دیا

ایک بڑے عالم جو عربی زبان کے زیور گنے جاتے ہیں۔ ان کی طالب علمی کا واقعہ تمہارے لئے مفید ہوگا اس لئے سناتا ہوں۔ ان کا والد بہت بڑا عالم تھا۔ لوگ اس عالم کا بیٹا ہونے کی وجہ سے ان کا بہت ادب کرتے تھے۔ اگرچہ وہ خود کچھ پڑھے لکھے نہ تھے۔ بڑے باپ کا بیٹا ہونے کے باعث بڑے لوگوں کی مجلس میں ان کو جگہ مل جاتی تھی۔ ہمارے ملک میں اور تو نہیں۔ ڈاکٹر اور طبیب کا بیٹا خواہ ڈاکٹر اور طبیب نہ ہو۔ ڈاکٹر اور طبیب۔ کہلاتا ہے۔ مولوی کا بیٹا مولوی کہلاتا ہے۔ خواہ علوم عربی سے محض ناواقف ہو۔ پس بعض پیشوں میں زبردستی بغیر استحقاق کے بیٹے کو باپ کا نام دیدیا جاتا ہے۔ اسی طرح چونکہ وہ بڑے عالم کے بیٹے تھے۔ اس لئے لوگ ان کے والد کے علم کے احترام کے باعث ان کو بھی ادب کی نگاہوں سے دیکھتے۔ اور یہ علماء کی مجلس میں بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ جب کہ ان کے باپ کی وفات ہو گئی۔ اور وہ حسب معمول ایک علمی مجلس میں چلے گئے۔ تو وہ زمانہ اسلام کی ترقی اور عروج کا زمانہ تھا۔ اور اس وقت مسلمانوں میں غفلت اور سستی نہ تھی۔ بلکہ ان کا قدم ترقی کے میدان میں تیزی سے بڑھ رہا تھا۔ اس لئے ان کی مجالس میں علوم و فنون کے مشغلے ہوتے تھے جیسا کہ آج یورپ میں مختلف مجالس علوم و فنون کی ہوتی ہیں اور مختلف مسائل پر ڈیبیٹیں (بحثیں) ہوتی ہیں آجکل کی طرح نہیں کہ ہمارے طلباء مدرسہ کی پڑھائی کو ہی پڑھائی سمجھتے ہیں۔ اور مدرسہ سے باہر پڑھنا گناہ خیال کرتے ہیں۔ ترقی کرنے والے ممالک کی یہ حالت نہیں ہوتی۔ بلکہ مدارس کے علاوہ ان کی مجالس بھی علوم کی ترقی کا باعث ہوتی ہیں۔

غرض وہ علمی مجالس ہوتی تھیں۔ ان میں بادشاہ وقت بھی آجایا کرتے تھے۔ اور ایسی مجالس مساجد میں ہوتی تھیں۔ چونکہ وہ گفتگوئیں مفید ہوتی تھیں۔ اس لئے ان کو وہ مساجد کے آداب کے خلاف نہیں سمجھتے تھے۔ اسی قسم کی ایک مجلس بغداد کی ایک مسجد میں لگی ہوئی تھی۔ علماء بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ دوران گفتگو میں ایک شاعر کے کلام پر گفتگو چلی۔ اور سوال ہوا۔ کہ اس کے کلام کی جو اس قدر تعریف ہوتی ہے۔ اور اس کو سب پر فضیلت دی جاتی ہے۔ اس کا کیا باعث ہے۔ اس موقعہ پر اس غریب کی بدقسمتی آئی۔ تو وہ بھی رائے دینے لگا جس پر مجلس میں سے کسی شخص نے کہدیا کہ میاں تم کو بولنے کا کیا حق ہے۔ تم اس بات کو کیا جانو۔ پہلے سیکھو پھر بولنا۔

یہ الفاظ سنکر وہ چپ ہو رہے۔ کیونکہ واقعی ان کو بولنے کا کوئی حق نہ تھا۔ اور فوراً مجلس سے اٹھے۔ اور شہر سے نکل گئے۔ راستہ میں لوگوں سے پوچھا کہ آج کل عربی زبان کا سب سے بڑا عالم کون ہے۔ لوگوں نے ایک امام کا نام بتایا۔ اس کے پاس گئے۔ اور کہا کہ میں عربی پڑھنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ اب پڑھکر کیا لوگے۔ بیس برس کی تمہاری عمر ہو گئی ہے۔ اور عربی زبان کا صرف ابتدائی حصہ سیکھنے کے لئے بیس سال درکار ہونگے۔ انھوں نے کہا کہ خواہ کچھ ہو۔ میں کامل زبان پڑھوں گا۔ انھوں نے یہ شوق دیکھکر پڑھانا شروع کیا۔ اور وہ پڑھنے لگے۔ چونکہ حافظہ اور ذہن اچھا تھا اور ادھر ان الفاظ نے اسقدر غیرت مند بنا دیا تھا۔ اس لئے جلد جلد ترقی کرنے لگے۔ اور ایک بڑا عرصہ استاد کے پاس رہے۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ فارغ التحصیل ہوئے۔ اور اس شان کے عالم ہوئے کہ استاد بھی اگرچہ بڑا امام تھا۔ مگر اس کا نام اسی شاگرد کے باعث مشہور ہوا۔ وہاں سے فارغ ہو کر بغداد کی اسی مسجد میں آئے۔ جس میں انھیں کہا گیا تھا کہ تمہیں بولنے کا حق نہیں۔ اور درس دیا۔ اور کہا کہ کیا اب مجھ کو بولنے کا حق ہے یا نہیں۔ تو دیکھو یہ ایک چھوٹا سا فقرہ تھا۔ کہ تمہیں بولنے کا کیا حق ہے۔ مگر اس نے کتنا اثر غیرت کے حق میں کیا۔ کہ ایک شخص کو گمنامی اور جہالت کے گڑھے سے نکالکر بڑا بلند اور رفیع الشان انسان بنا دیا۔ اور آج ان کو ہزار سال گذرتے ہیں۔ مگر جب تک عربی علم ادب رہیگا۔ ان کا ممنون رہیگا۔ انھوں نے اپنے زمانہ میں ایسی ایسی تحقیقات زبان کی کی ہے۔ کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ حضرت اقدس نے جو دعوے کیا ہے۔ کہ عربی زبان الہامی زبان ہے۔ اس کو ان کی کتابوں کے پڑھنے کے بعد علمی طور پر ثابت کیا جا سکتا ہے۔ غور کرنا چاہیئے کہ اتنا بڑا کام کرنیوالی کیا چیز تھی۔ غیرت۔ +

رسول کریم کی ایک عظیم الشان پیشگوئی غیرت کے باعث پوری ہوئی

یہ تو دور کی بات تھی۔ ایک اور واقعہ

قریب کا سناتا ہوں - ہمارے آباؤ اجداد کو اس علاقہ میں ایک اقتدار اور حکومت حاصل تھی - ان کی حکومت قادیان کے اردگرد دس پندرہ میل تک پھیلی ہوئی تھی - ایک طرف دریائے بیاس اور دوسری طرف بٹالہ اور پھر ایک طرف کپور تھلہ تک ہمارے اجداد کی حکومت تھی - جب سکھوں نے زور پکڑا - تو یہ ریاست جاتی رہی - سکھوں نے رات کو چھاپہ مارا - اور ہمارے پردادا کو کپور تھلہ جانا پڑا - مہاراجہ کپور تھلہ نے چاہا کہ وہ ان کے پاس رہیں اور وہ ان کو کچھ علاقہ دے دیں - جیسا کہ پٹھان شہزادے جب آتے ہیں - تو گورنمنٹ برطانیہ ان کو کچھ دے دلا کر رکھ لیتی ہے - لیکن ہمارے پردادا نے کہا کہ ہم تو چند روز کے لئے آئے ہیں - قادیان ہی جائینگے - مگر اسی حالت میں ان کا انتقال ہو گیا - میرے دادا یعنی حضرت صاحب کے والد کی عمر اس وقت چودہ پندرہ سال کی تھی انھوں نے کہا کہ میں اپنے والد کو قادیان میں ہی دفن کرونگا ان کو ہرچند سمجھایا گیا - مگر انھوں نے یہی جواب دیا - کہ جب ہم نے قادیان ہی جانا ہے - تو میں اپنے والد کو یہاں کیسے دفن کردوں - قادیان میں ہی دفن کروں گا - چنانچہ وہ لاش لے آئے - اور یہاں دفن کی - پھر اس شوق میں دہلی گئے - کہ وہاں علم سیکھوں گا - چنانچہ وہاں علم حاصل کیا - اور جگہوں میں بھی تعلیم پائی - طب میں کمال حاصل کیا - خدا نے اس فن میں آپ کو خاص ملکہ دیا تھا - باہر ریاستوں میں ملازمتیں کیں - اور جدی جائداد کے حاصل کرنے کا سامان کیا - جب کوئی اور ذریعہ نہ ہوا - تو آپ نے غیرت کے ماتحت بہت سا روپیہ جمع کیا کہ مقدمات کے ذریعہ اپنا علاقہ حاصل کرلوں گا - وہ زمانہ ایسا تھا کہ لوگوں کو زمین کی کچھ قدر نہ تھی - ہمارے ایک چچا نے ایک پورا گاؤں پانسو روپیہ میں خریدا تھا ہمارے دادا نے ستر ہزار روپیہ مقدموں میں خرچ کیا لوگوں نے کہا - کہ آپ قادیان کے علاقہ سے بہت زیادہ زمین خرید سکتے ہیں - اس کا خیال چھوڑ دیں - انھوں نے کہا یہ نہیں ہوسکتا - قادیان میں زمین لوں گا - خواہ ایک بالشت ہی ہو - غرض انھوں نے غیرت کی وجہ سے قادیان کو نہ چھوڑا - آخر ان کی غیرت ہی کے باعث رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی جو آپ نے آج سے تیرہ سو سال قبل فرمائی تھی - کہ مہدی کدعہ میں ہوگا اس طرح پوری ہوئی - کہ حضرت صاحب کے والد نے قادیان کو حاصل کیا اور قادیان میں مہدی نے ظہور کیا ؎

انسان کے دو ورثہ

پس غیرت بڑے کام کراتی ہے - اسی کے ماتحت تم کو بھی میں بتاتا ہوں کہ دو ورثہ انسان کو ملا کرتے ہیں - ایک باپ کی طرف سے اور ایک قوم کی طرف سے - جن لوگوں کے ماں باپ کسی ایسے پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں - جن کو لوگ وقعت سے نہیں دیکھتے - اور اس وجہ سے وہ اپنی کوئی عزت نہیں سمجھتے - اور اس سے ان میں غیرت بھی پیدا نہیں ہوتی - مگر وہ قوم جس سے تعلق رکھتے ہیں - وہ بہت بڑی ہے - اس لئے اس کی طرف سے اس کے لئے غیرت ہونا ضروری ہے - مثلاً ایک انگریز جو اپنے ملک میں جولاہے یا موچی کا کام کرتا ہے - مگر جب وہ یہاں آئے گا تو صاحب بہادر ہی کہلائیگا - کیونکہ وہ انگریز قوم سے تعلق رکھتا ہے - جو معزز ہے - اس سے ثابت ہوا کہ قوموں کی عزت افراد کی طرف منتقل ہوا کرتی ہے - اگرچہ اس انگریز نے اپنے باپ سے تو کچھ ورثہ نہ پایا ہو - مگر اس کی دوسری جائداد انگریزی طاقت ہے - اس لئے وہ جولاہے کا لڑکا اپنے باپ کے لحاظ سے جولاہے کا لڑکا ہے - مگر قوم کے لحاظ سے وہ انگریز قوم کا وارث ہے - اسی طرح فرداً فرداً تم میں کوئی کلرک کا بیٹا ہے - کوئی زمیندار کا - کوئی ڈاکٹر کا کوئی انجنیئر کا - کوئی ماسٹر کا یا کوئی کسی پیشہ ور کا - ان پیشیوں میں خواہ اس کا کتنا ہی کم حصہ اور ورثہ ہو - مگر ایک اس کے پاس بہت بڑا ورثہ ہے - جو باپ کے ورثہ کے ماسوا ہے - اور وہ وہ ورثہ ہے - جو اس قوم کی طرف سے ملتا ہے جس کا اس کا باپ ممبر ہے - پس ہر ایک شخص دو ورثہ رکھتا ہے - ایک باپ کا ورثہ - ایک قوم کا ورثہ - باپ کی جائداد اور ورثہ کی نسبت قومی ورثہ زیادہ قیمتی ہوتا ہے - یہی وجہ ہے - کہ ایک زمیندار یا کوئی پیشہ ور جو کابل کو جا رہا ہے - اس لئے ترکوں کو مصائب درپیش ہیں - ورنہ اگر غور کیا جائے - تو اس پیشہ ور کا تو کچھ نقصان نہیں - مگر اس کی بہت بڑی چیز کا نقصان ہو رہا ہے - اور وہ اس قوم کی عزت جا رہی ہے - جس کا یہ ایک فرد ہے - گو یہ لفظوں میں نہ بیان کر سکے - مگر اس کے دل کی یہی حالت ہے کہ مسلمان قوم میں سے ہونے کا جو ورثہ اس کو ملا تھا - وہ اب جا رہا ہے -

مسلمانوں کی پابندی عہد

تم میں سے ہر ایک سیاست اسلامی کا وارث ہے - یہ دنیا سے چھینی گئی کوئی زمانہ تھا کہ اسلام روشنی پھیلانے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا اور اسلام کے ایک فرد کی زبانی بات کو دوسروں کی تحریروں سے زیادہ وقعت دی جاتی تھی - اور مسلمانوں کے زبانی اقرار پر اتنا بھروسہ ہوتا تھا کہ بیوفائی کا مخالفوں کو خیال تک نہ آتا تھا - "کروسیڈز" صلیبی جنگیں - یہ جنگیں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان اس شام کے لئے ہوئی تھیں - جس سے اب مسلمان نکال دئے گئے ہیں - یورپ کی تمام طاقتیں ایک طرف تھیں - انگلستان - جرمن - آسٹریا - فرانس اٹلی قسطنطنیہ - سائپرس کی فوجیں آئیں - مگر ایک صلاح الدین کے مقابلہ میں سب ناکام رہی تھیں - اس کی کیا وجہ تھی یہی کہ اسوقت مسلمان مسلمان تھے - مسلمانوں کا ایک سپاہی بھی معزز اور محترم تھا - اس زمانہ کا ایک عیسائی مورخ جو ان جنگوں میں شامل تھا - لکھتا ہے - مسلمانوں کی زبانی بات ہمارے نزدیک زیادہ مسلم ہے - بمقابلہ تمام عیسائی بادشاہوں کے متفقہ اقرار کے ؎

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد کا واقعہ ہے کہ کسی موقعہ پر ایک حبشی مسلمان سپاہی نے عیسائیوں کی شرائط مان کر صلح کرلی - وہ غریب سپاہی اور سیاست سے ناواقف محض اس پر رضامند ہو گیا - کہ جنگ ختم ہو جائیگی جب مسلمان جرنیل فتح کرتا ہوا وہاں گیا - تو عیسائیوں کی طرف سے کہا گیا - کہ یہ معاہدے کے خلاف ہے - جرنیل نے کہا - ہم نے تو کوئی معاہدہ نہیں کیا - عیسائیوں کی طرف سے کہا گیا کہ تمہارے ایک آدمی نے معاہدہ کیا ہے - دریافت کرنے پر معلوم ہوا - کہ ایک حبشی مسلمان سپاہی معاہدہ کر گیا ہے - اس پر اختلاف ہونے لگا - کہ اس کو کیا حق تھا - بعض صحابہ نے کہا کہ اب چونکہ یہ مسلمان معاہدہ کر چکا ہے اس لئے اس کی پابندی ضروری ہے - معاملہ حضرت عمر تک گیا آپ نے فرمایا کہ جو کچھ ہو گیا ٹھیک ہو گیا - ہیں ایک مسلمان

کی زبان کو جھوٹا نہیں کرنا چاہتا۔ تو وہ ایسا وقت تھا۔ کہ جب ایک معمولی مسلمان کی زبانی بات کو بادشاہوں کی تحریر پر فوقیت حاصل ہوتی تھی۔

مسلمانوں کی دیانت

پھر مسلمانوں کی دیانت کی یہ کیفیت تھی۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد کا ہی واقعہ ہے۔ ایک علاقہ مسلمانوں نے فتح کیا۔ وہاں کے لوگوں سے جزیہ یعنی حفاظت کا خرچ لیا۔ لیکن عیسائیوں کی فوجیں آگئیں۔ اور مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اسپر مسلمان جرنیل نے وہ تمام رقم جو اس علاقہ سے بطور ٹیکس حفاظت لی تھی۔ واپس کردی اور کہا۔ کہ ہم نے یہ رقم حفاظت کے لئے لی تھی۔ مگر چونکہ اس وقت ہم تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے۔ اس لئے واپس کرتے ہیں اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ یہ کہ دو مہینہ کے بعد اس علاقہ کے عیسائیوں نے خود ہی مسلمانوں سے درخواست کی۔ کہ آپ ہم پر حکومت کریں۔ اور وہ عیسائی مسلمانوں کے طرف ہو کر عیسائی افواج سے نبرد آزما ہوئے۔

مسلمانوں کے علوم

پھر علوم کا یہ حال تھا کہ گو یورپ اپنے تعصب کی وجہ سے یہ تو نہیں مانتا کہ مسلمانوں نے کوئی علم بھی ایجاد کیا ہے۔ مگر یہ سب مانتے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے یونانی علوم کی حفاظت کی۔ اور ان کو تباہ ہونے سے بچا لیا۔ اگر مسلمان ان علوم کی حفاظت نہ کرتے۔ تو یونانی علوم سب کے سب تباہ ہو جاتے۔ یورپ نے بھی جو کچھ کیا ہے۔ اس میں ایجادات کا حصہ بہت کم ہے۔ بلکہ ان یونانی علوم میں ترقیاں ہیں لیکن یہ احسان کیسے فراموش کردیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں نے علوم کو مٹنے سے بچا لیا۔

مسلمانوں کی قلوب پر حکومت تھی

پھر اخلاق کے علاوہ ظاہری شان کے لحاظ سے اسلام کا رقبہ اتنا وسیع ہے۔ جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کی ترقی کا اگر مقابلہ کیا جائے۔ تو فرق نمایاں نظر آئیگا۔ مسلمانوں نے اپنے مقابلہ کی تمام روکوں کو ہٹا دیا تھا۔ یورپ کے مقابلہ میں آج تمام دنیا کے دل میں یہ لہر پیدا ہو گئی ہے کہ وہ یورپ کی حکومتوں سے اپنے کو آزاد کرانا اور اس غلامی کو پرے پھینکنا چاہتی ہے۔ لیکن مسلمانوں نے لوگوں کے قلوب کو رام کیا ہوا تھا۔ اور لوگوں کے دل ان کے ماتحت تھے۔ آج انگریزوں کی سلطنت میں اگر احمدی جماعت کو علیحدہ کر لیا جائے۔ جو بوجہ اپنے مذہبی فرض کے انگریزوں کی خیرخواہ اور سچے دل سے فرمانبردار ہے۔ تو ایسے خیرخواہ جو سچے ہوں ملنے مشکل ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے وقت میں یہ بات نہ تھی۔ غیر اقوام اپنے ہمقوموں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو اپنا زیادہ خیرخواہ سمجھتی تھیں۔ اور یہ فوجوں کی بنا پر نہ تھا۔

آج کے مسلمان

پس وہ اسلام اور ایسا اسلام تم سے کھویا جا رہا ہے۔ اسلام کو آج بدترین مذہب شمار کیا جاتا ہے۔ اگر ایک وقت میں غیر اقوام مسلمانوں کے لفظ لفظ کو اپنی مذہبی کتب کی طرح وقیع سمجھتی تھیں۔ تو آج ایک پیسہ کے برابر بھی مسلمانوں کے اقوال کا اعتبار نہیں۔ کوئی زمانہ تھا۔ کہ اسلام اور مسلمانوں نے دنیا کے دل موہ لئے تھے مگر آج ترکوں کو یورپ سے اس لئے نکالا جا رہا ہے۔ کہ وہ مسلمان ہیں۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ ترکوں کے یورپ میں رہنے سے یورپ کی ہتک ہے۔ کیوں اس لئے کہ ان میں اصلی اسلام نہ تھا۔ پس تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم اس چیز کو ضائع نہ ہونے دو۔ جسپر تم جائز فخر کر سکتے ہو۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ تم اپنے اخلاق کو درست کرو۔ اخلاق کی درستی اگر ہو جائے۔ تو دین و دنیا دونوں کامل ہو جاتے ہیں۔ اور جب تک ایک شخص کے اخلاق درست نہ ہوں۔ وہ خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ایک جھوٹے دغاباز کو دین حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ وہ لوگوں کے دلوں پر قابو پا سکتا ہے۔ اور نہ خدا کی محبت پر اس کو قابو ہو سکتا ہے۔ پس اخلاق کے بغیر نہ دین مل سکتا ہے نہ دنیا۔

اخلاق کب سیکھے جاتے ہیں

جیسا کہ میں نے پچھلی دفعہ اخلاق پر بحث کی تھی۔ اور بتایا تھا کہ اعلیٰ اخلاق بچپن میں ہی حاصل ہوتے ہیں۔ چین میں عورت کا پیر بہت چھوٹا ہونا اس کی زینت خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا پیر بڑی عمر میں تراش کر چھوٹا نہیں بنایا جاتا۔ بلکہ چھوٹی عمر میں ہی لوہے کا موزہ پہنا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح تم کو اپنے اندر اعلیٰ اخلاق ابھی سے پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اگر اب نہیں کروگے۔ تو بڑے ہو کر یہ باتیں پیدا کرنی مشکل ہونگی۔ تم نے سنا ہوگا شاہ دولہ کے چوہے جو کہلاتے ہیں۔ انہیں سے بعض کے سر بچپن میں ہی چھوٹے بنائے جاتے ہیں۔ پس تمہارے لئے یہ وہ زمانہ ہے کہ تم ہر اچھی بات کا بیج اپنے دل میں بو سکتے ہو۔ اور بڑے ہو کر اس بیج کو بڑا درخت پاؤ گے۔ لیکن اگر اب سستی کرو تو بڑے ہو کر یہ باتیں حاصل کرنا مشکل ہونگی۔ مثلاً تم بچپن میں سنتے ہو۔ کہ مسیح موعود آ گیا۔ اور ابھی سے تم آپ کی صداقت کے دلائل سنتے ہو۔ اور اپنے دل کو بالکل تیار پاتے ہو۔ اور سانچے میں ڈھل جاتے ہو۔ لیکن جس نے تیس برس کی عمر میں سنا۔ اور پھر مانا۔ اس کو گویا اپنا جسم تراش کر پھر اپنے آپ کو تیار کرنا پڑے گا۔ پس یہ تمہارا بہت قیمتی وقت ہے۔ تم اسوقت اخلاق کی درستی میں مصروف ہو جاؤ۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ تم کسی ملک کے بادشاہ ہو یا وزیر ہو یا مدبر ہو جاؤ۔ یا بڑے عہدہ دار افسر ہو جاؤ۔ تب اخلاق حاصل کروگے۔ بلکہ ابھی سے کھیل کے میدان میں تم ان تمام فرائض اور اعلیٰ اخلاق کو سیکھ سکتے ہو۔ جو آئندہ عمر میں تمہیں بہترین انسان بنائیں تمہارے لئے فٹ بال کا میدان ہی اخلاق سکھانے کا میدان ہے۔ اس میں تم وسیع القلب۔ بردبار۔ جفاکش۔ صداقت شعار راستی پر جان دینے والے بن سکتے ہو۔ اور ایثار کرنا بھی یہیں سیکھ سکتے ہو۔ اور قربانی کا مادہ اسی میں پیدا ہو سکتا ہے مثلاً تم فٹ بال لئے جا رہے ہو۔ اور ایسے موقع پر ہو۔ کہ اگر تمہاری کک لگ جائے۔ تو گول ہو سکتا ہے۔ مگر خطرہ زیادہ ہے۔ ہاں اگر تم دوسرے کو بال دو۔ اور وہ کک لگائے۔ تو یقیناً گول ہو سکتا ہو۔ لیکن اسوقت دو حالتیں ہیں۔ اگر تمہاری کک سے گول ہو۔ تو واہ واہ تمہیں ملیگی اور اگر دوسرے کو بال دو۔ جس کی کک سے گول ہونا یقینی ہے۔ تو ساری پارٹی کی عزت ہوگی۔ اسوقت تمہارا کیا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ تم ذاتی تعریف کے خیال کو چھوڑ کر پارٹی کی عزت کے خیال سے بال دوسرے کو دیدو۔ جب تم یہ ایثار کرنا سیکھ لوگے۔ تو بڑے ہو کر تم بڑے بڑے ایثار کرنا کوئی بڑی بات خیال نہ کروگے +

یا اگر کوئی تمہیں شولڈر مارتا ہے۔ اسوقت دو حالتیں ہونگی۔ یا تو تم اپنے دل میں کینہ بٹھاؤ اور خیال کرو۔ کہ اگر یہ میرے پاس سے اب گذرا۔ تو میں اس کو وہ ضرب لگاؤں گا کہ یاد ہی کرے۔ یا تم یہ خیال کرو۔ کہ اس سے غلطی ہوگئی۔ اس کو معاف کر دینا چاہیئے۔ اب تم خاموش رہو۔ اگر وہ پھر ایسی شرارت کرے۔ تو اس کو جتا دو کیونکہ اگر اس نے بُرا کام کیا ہے۔ تو تم وہی کام کرکے کیوں بُرے بنو۔ اس سے تمہیں درگذر اور عفو کرنا آجائے گا اور تم قانون شکن نہیں بنو گے۔

پس تم جھوٹ سے بچنا۔ ایثار کرنا۔ بہادری دکھلانا۔ جرأت سے کام لینا۔ عفو و درگذر۔ قربانی کرنا۔ قوم کی عزت کا خیال ذاتی عزت پر مقدم کرنا یہ سب باتیں اسی میدان میں سیکھ سکتے ہو۔ اور اسی سکول میں تم اخلاق سیکھو۔ یہی باتیں تھیں۔ جو پہلے بیان کی تھیں۔ اور آج پھر دُہرا دی ہیں ؞

مجھے ایک تحریک ہوئی تھی۔ اس کے ماتحت میں نے ایک پیغام نظم کیا ہے۔ جو ان نوجوانوں کے نام ہے۔ جو کالجوں میں ہیں۔ یا فارغ ہو کر نکل چکے ہیں۔ سکول کے بڑے طلباء بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ چونکہ قادیان والوں کا پہلا حق ہے۔ اسلئے پہلے انہی کو سنایا جاتا ہے۔ اور اس میں میں جہاں تک عیب نوجوانوں میں معلوم کر سکا ہوں وہ سب بتائے ہیں۔ اور ان سے بچنے کی نصیحت کی ہے۔ اور ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی ہے ؞

غیر مسیح کا مصلوب ہونا ثابت کرنیوالے کو انعام

مسئلہ وفات مسیح بعثت جناب مرزا صاحب سے قبل ایک متنازعہ مسئلہ کہا جا سکتا تھا۔ لیکن جناب موصوف نے اس مسئلہ کا فیصلہ عقل۔ نقل اور آسمانی نشانات کے ذریعہ ایسا بدیہی طور پر فرمایا ہے۔ کہ اب کوئی معقول شخص احمدی ہو یا غیر احمدی حیات مسیح کے عقیدہ کو ایک لحظہ کے لئے خاطر میں نہیں لا سکتا۔ اور احمدی جماعت کے آگے تو اس مسئلہ کی بحث ایسی پامال بحث ہے کہ احمدیوں کا مشتاق معاند اس مسئلہ پر بحث سے کتراتا ہے۔ تاہم جہال اور سطحی خیال کے لوگوں میں مولوی بدستور حیات مسیح کے عقیدہ کا پرچار کرتے رہتے ہیں۔ خصوصاً لاہور کا پیر بخش جو کج بحثی و عیاری و طراری میں آریوں سے بھی کوسوں آگے نکل گیا ہے۔ احمدی جماعت کے خلاف اپنے باقاعدہ ماہواری رسالوں میں کوئی دقیقہ معقول و نامعقول اعتراضات کا نہیں چھوڑتا۔ مسئلہ وفات مسیح کی تصفیہ کی ایک نہایت آسان راہ اگلے دنوں پیر بخش مذکور کے پیش کیگئی۔ اور اسکو لکھا گیا۔ کہ حیات مسیح کے عقیدہ کی بنیاد صرف ایک اس تھیوری پر ہے کہ صلیب پر مسیح نہ چڑھایا گیا۔ بلکہ ایک غیر شخص چڑھایا گیا۔ اور اس کے ثبوت میں آیت ولکن شبہ لھم پیش کیجاتی ہے۔ حالانکہ اس آیت سے غیر شخص کے مصلوب ہونے کا کوئی مطلب نہیں نکلتا۔ اس لئے پیر بخش سے یہ مطالبہ کیا گیا۔ کہ وہ قرآن شریف کی کسی دوسری آیۃ یا حدیث شریف یا قول صحابہ کرام یا قول ائمہ اربعہ سے ثابت کریں کہ کہیں آیت مذکورہ کے معنی میں یا کسی اور پہلو سے غیر شخص کے مصلوب ہونے کا پتہ ملتا ہو۔ واضح رہے۔ کہ یہ مطالبہ حیات مسیح کے ثبوت کا نہ تھا۔ غیر شخص کے مصلوب ہونے کے ثبوت کا تھا۔ کیونکہ حیات مسیح کے عقیدہ کی چھت صرف اسی ایک ستون پر کھڑی ہوئی ہے۔ کہ غیر شخص مصلوب ہوا۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ غیر شخص کی مصلوبی کا بیان نہ تو قرآن شریف و حدیث شریف میں اور نہ ہی قول صحابہ رضو یا ائمہ اربعہ میں پایا جاتا ہے۔ تو دعویٰ حیات مسیح کی تمام تار و پود ٹوٹ جاتی ہے۔ اگر قائلین حیات مسیح اپنے دعوے کے ثبوت کے لئے دیگر آیات یا احادیث سے تمسک پکڑیں۔ تو انکو ہم ایک بے بنیاد بحث سمجھیں گے کیونکہ غیر مسیح کا مصلوب ہونا ایک دعویٰ ہے۔ اور دیگر آیات و احادیث اس کے ثبوت کے لئے بطور ایک دلیل کے پیش کی جا سکتی ہیں۔ جب تک دعویٰ کا وجود نہ پایا جائے اس کی تائید میں دلائل پیش کرنا عبث ہے۔ اس مدعا کو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھا جاوے۔ کہ ہمارا مطالبہ غیر مسیح کے مصلوب ہونے کے وجود دعوے کے ثبوت کا ہے۔ اس کی تائید میں دلائل سننے کا نہیں۔ اس لئے جب تک کوئی شخص وجود دعوے کا ثابت نہ کرے۔ ہم دلائل سننے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ ہم تو ایسا دعویٰ بغیر دلیل کے بھی ماننے کے لئے تیار ہیں۔ دعویٰ اور دلیل میں جو فرق ہے وہ عیاں ہے۔

ناظرین یہ معلوم کرکے حیران نہ ہوں کہ پیر بخش نے ہمارے مطالبے کے جواب میں جو حیلے بہانے اختیار کئے ہیں ان سے قطع نظر خلاصہ جواب یہ دیا ہے۔ کہ انجیل برنباس اور تفسیر دُر منثور میں لکھا ہے۔ کہ غیر شخص مصلوب ہوا۔ حالانکہ ہم نے معیار ثبوت کا قرآن شریف۔ حدیث شریف۔ قول صحابہ و ائمہ اربعہ پیش کیا تھا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ بموجب اس معیار کے پیر بخش نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جس شخص کو یہ معیار تسلیم نہ ہو۔ اس سے ہمیں کچھ سروکار نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں یہ سوال پیدا ہو جائیگا۔ کہ ایسا شخص مسلمان بھی ہے یا نہ؟ اب راقم اس غرض سے کہ غیر مسیح کے مصلوب ہونے کے اعتقاد کی لغویت عوام الناس پر بخوبی آشکارا ہو جائے۔ جماعت احمدیہ کے بلکہ خدا اور اس کے رسول کے پیٹنٹ دشمن مسمی پیر بخش کو مع دیگر مولویوں کے یہ چیلنج دیتا ہے۔ کہ اگر وہ ہمارے مذکورہ بالا مطالبے کو پورا کریں۔ تو ہم ان کو بڑی معقول رقم بطور انعام جس کی مقدار وہ تکمیل مطالبہ سے قبل ہمارے ساتھ معین کر سکتے ہیں۔ دینے کو تیار ہیں۔ والسلام

راقم۔ دوست محمد حجانہ۔

وصایا کے متعلق اعلان

وصایا کے متعلق اگر کسی موصی کو کسی قسم کی شکایت ہو یعنی اس نے وصیت کی ہو۔ سارٹیفکیٹ نہ پہنچا ہو یا چندہ وصیت کی نسبت یا اس کے کسی موصی فوت شدہ کا کتبہ تاحال نہ لگا ہو۔ غرض کسی قسم کی شکایت ہو۔ وہ مختصر حال تک دفتر بہشتی مقبرہ میں بھیج دیں۔ انشاء اللہ جہاں تک جلد ممکن ہوگا۔ صحیح شکایت کے رفع کرنے کی کوشش کی جاویگی۔

سید محمد اسحٰق
افسر مقبرہ بہشتی قادیان

ہندوستان کی خبریں

کلکتہ میں طغیانی

کلکتہ - ۱۱- اکتوبر - کل شام کو کلکتہ میں بہت زیادہ بارش ہوئی شہر کے شمال مغربی حصہ میں پانی اتنا کھڑا ہو گیا کہ بعض جگہ گاڑیاں رک گئیں ⁂

ایک خلافت کمیٹی کا منی آرڈر نہ لیا گیا

خلافت کمیٹی گونڈہ ضلع مونگھیر کی طرف سے کچھ روپے مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی کو بذریعہ منی آرڈر بھیجے جا رہے تھے - لیکن ڈاکخانہ بچنہ کے پوسٹماسٹر نے یہ کہکر واپس کر دئے کہ گورنمنٹ کی طرف سے ممانعت ہے ⁂

گنگا میں جہاز رانی کرنیوالی کمپنی

کلکتہ میں ایک کمپنی بنائی گئی ہے - جو دریا ہوگلی اور اس کے باجگذار دریاؤں میں تجارت کے لئے دخانی جہاز چلائیگی اور لوگوں کی آمد و رفت کا کام بھی دیگی ⁂

مسٹر ونسٹن چرچل وائسرائے ہند

شملہ ۱۲- اکتوبر - یقین کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کی وائسرائیگی مسٹر ونسٹن چرچل کو دیگئی ہے - یہ معلوم نہیں - انہوں نے منظور کی ہے یا نہیں - امید ہے کہ وہ منظور کرینگے -

یورپین پولیس اور پٹھانوں میں سخت لڑائی

کلکتہ - ۱۳- اکتوبر کلکتہ پولیس کے چند سارجنٹوں - سب انسپکٹروں نے ایک مکان پر چھاپہ مارا اور افیون کے لئے تلاشی لینا چاہی - پشاوریوں کی ایک مضبوط جماعت نے جمع ہو کر مقابلہ کیا - اور سخت لڑائی شروع ہو گئی - کہا جاتا ہے کہ تین سارجنٹوں - منچن - فاکس اور کالٹ کو دوسری منزل سے نیچے گرا دیا گیا - اور چار کنسٹبل زخمی بھی ہوئے - چند آدمی گرفتار ہوئے ⁂

حیدر آباد میونسپلٹی اور تحفظ گاؤ

حیدر آباد سندھ - ۱۱- اکتوبر حیدر آباد میونسپل کمیٹی کے اجلاس میں قاضی عبد القیوم صاحب نے یہ تحریک کی کہ یکم جنوری سے میونسپل حدود میں گائے بچھڑے اور بیل ذبح نہ کئے جائیں - اور نہ ان کا گوشت فروخت کیا جائے - چنانچہ بائیس اصحاب اس تحریک کے موافق اور چھ مخالف - سات مسلمان تھے جنہیں سے چھ مخالف تھے

دو شلنگ فی روپیہ سے زیادہ کی ہنڈی داخل کیجائے

دہلی میں ہندوستانی تاجروں اور سوداگران درآمد کا جلسہ منعقد ہوا جس میں قرار پایا کہ کوئی ولایتی ہنڈی ادا نہ کی جائے - جب تک اس کا نرخ مبادلہ بحساب ۲ شلنگ فی روپیہ نہ ہو ⁂

استانیوں کیلئے ٹریننگ سکول

تجربہ کار ہندوستانی استانیوں کے بارے میں گورنمنٹ مدراس نے فیصلہ کیا ہے کہ ٹریننگ سکول کھولے جائیں - اور ۱۰ روپیہ فی وظیفہ کے حساب سے ۱۰۹ وظیفے ایک سال کے لئے دئے جائیں ⁂

بج بج میں ہڑتال

بج بج (کلکتہ) میں تیل کے ڈپوؤں کے ۶ ہزار مزدوروں نے ہڑتال کر دی ہے یہ لوگ اپنی تنخواہوں میں پچاس فی صدی کا اضافہ مانگتے ہیں -

گنور کھشا کے متعلق گرفتاریاں

سکرٹری سیوا سمتی (دموا) کی اطلاع ہے کہ تین والنٹیر اور دو اہیر گئو رکھشا کے متعلق کوشش کرتے ہوئے گرفتار ہوئے -

سابق وزیر اعظم فرانس لنکا میں

کولمبو - ۱۱- اکتوبر - کل ایم کلیمنشو نے گورنر لنکا کے ہاں کھانا کھایا - آج لنکا سے رخصت ہو رہے ہیں - آپ نے کہا کہ لنکا نے مجھ پر جادو کر دیا - میں واپسی پر پھر یہاں آؤں گا - اور آپ نے مغربی پالیٹکس پر اظہار رائے سے انکار کر دیا ⁂

لارڈ سنہا وائسریگل لاج میں

شملہ - ۱۳- اکتوبر - لارڈ سنہا اور لیڈی سنہا آج لارڈ چیمسفورڈ اور لیڈی چیمسفورڈ کے مہمانوں کی حیثیت سے وائسریگل لاج میں مقیم ہیں ⁂

ڈیرہ دون سے منصوری تک موٹر ٹرامو

ڈیرہ دون سے منصوری تک موٹر ٹرامو تعمیر کرنے کی اجازت ہو گئی ہے -

پٹیالہ میں انڈیپنڈنٹ کا داخلہ بند

معلوم ہوا ہے کہ پٹیالہ میں اخبار انڈیپنڈنٹ کا داخلہ بند کر دیا گیا -

ہندو اور مسلم یونیورسٹیاں سرکاری امداد چھوڑ دیں

الہ آباد - ۱۳- اکتوبر - مراد آباد کی پولیٹیکل کانفرنس میں مسٹر شوکت علی نے اس مطلب کا ریزولیوشن پنڈت مالوی کی مخالفت کے باوجود پاس کرایا - کہ ہندو مسلم یونیورسٹیوں کے ٹرسٹیوں سے درخواست کی جائے کہ وہ سرکاری امداد لینا چھوڑ دیں اور اپنا چارٹر واپس کر دیں - نیز امدادی اور ملحقہ تعلیم گاہیں بھی امداد لینا چھوڑ دیں اور گورنمنٹ سے قطع تعلق کریں ⁂

خالصہ کالج امرتسر کو یونیورسٹی بنانے کی تجویز

۱۰- اکتوبر - خالصہ کالج امرتسر کی منیجنگ کمیٹی کے سامنے گورنمنٹ پنجاب کی ایک چٹھی پیش کی گئی جسمیں لکھا تھا کہ خالصہ کالج کو آیندہ سکھ یونیورسٹی بنانے کیلئے استعمال کیا جا سکتا ہے - مینیجنگ کمیٹی نے درخواست کی کہ اس چٹھی پر غور کرکے اس کے متعلق سفارش کی جائے ⁂

پنڈت مالوی اور پنڈت موتی لال نہرو لاہور میں

پنڈت مالوی صاحب اور پنڈت موتی لال لاہور میں تشریف لائے - جہاں آپکا پرجوش استقبال ہوا - اور بریڈلا ہال میں ۱۳- اکتوبر کو ½ ۵ بجے شام زیر صدارت لالہ لاجپت رائے صاحب دونوں صاحبوں کی تقریریں ملک کی موجودہ حالت پر ہوئیں ⁂

کوئلہ کیلئے گاڑیاں

جن کارخانہ داروں کو یہ شکایت ہو کہ ان کو بہم پہنچانے والے سوداگران کوئلہ گاڑیاں نہ مل سکنے کی وجہ سے کوئلہ نہیں بھیج سکتے - ان کو چاہیئے - کہ وہ ڈائرکٹر آف انڈسٹریل پنجاب کی خدمت میں اس امر کی اطلاع دیں ⁂

ایجنٹوں کی ضرورت

بمبئی میں ایجنٹوں کی ایک بھاری فرم کو ایسے مشہور ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو شہر امرتسر - انبالہ - لاہور - راولپنڈی اور پشاور میں گلیزڈ سنیٹری سٹون ویر (حفظان صحت کے متعلق روغنی پتھر کا سامان) نلکوں - فٹنگ وغیرہ میز - فرنچ - چاک اور فائر برک فروخت کر سکیں - امیدوار ایجنٹ فرموں کو اپنا نام اور پتہ ڈائرکٹر آف انڈسٹریز پنجاب لاہور کو بھیجنا چاہیئے ⁂

محکمہ ریلوے کی طرف سے سہولت

ریلوے حکام نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہفتہ میں دو دن عوام کے مال کو سرکاری اور فوجی مال پر ترجیح دی جائیگی - گو برف - راشن اور جلد خراب ہونے والی اشیاء اس فیصلہ سے مستثنٰی ہیں - مال چڑھانے والوں کو تاکید کی جاتی ہے - کہ جب وہ اپنا مال بھیجنے کے لئے سٹیشن پر لائیں - وہ گاڑی حاصل کرنے کے لئے اپنا نام باقاعدہ رجسٹر میں درج کرا دیں - ایسا کرنے سے مال کی ترسیل میں بہت کم توقف واقع ہو گی ⁂

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

اگر میکسوینی مرگیا ڈبلن اور آئرلینڈ کا جنوبی حصہ غیر معمولی اشتیاق کے ساتھ میکسوینی کی خبر کا منتظر ہے۔ آئرلینڈ والوں نے پولیس کے سپاہیوں میں خصوصیت سے یہ خبر پھیلا دی ہے کہ اگر میکسوینی مرگیا۔ تو وسیع پیمانے پر فساد برپا کئے جائینگے۔

شاہی افواج پر حملے لنڈن۔ ۹۔ اکتوبر۔ آئرلینڈ کے سنگین سیاسی جرائم کی تعداد ہفتہ مختتمہ ۱۵۔ اکتوبر کے دوران میں کچھ کم ہو گئی ہے۔ مگر ادھر شاہی افواج پر حملے بڑھ گئے ہیں۔ پولیس کے آٹھ آدمی مارے گئے۔ اور اتنے ہی زخمی ہوئے۔ جبکہ گذشتہ ہفتہ میں علی الترتیب دس اور دس تھے۔ ان حملوں میں جو پولیس پر ہوئے۔ آٹھ سے بائیس تک کا اضافہ ہوا۔ کورٹ مارشل میں بہتر مقدمات کی سماعت ہوئی۔ جنمیں پچاس کو سزا ہوئی۔ اور بہتوں کو چھوڑ دیا گیا۔

آئرلینڈ کو ہوم رول دینے سے برطانیہ کی مشکلات لنڈن ۶۔ اکتوبر۔ مسٹر لائڈ جارج اور مسٹر ہرولڈ سپینڈر کی باہمی گفتگو ہوئی۔ جسمیں وزیر اعظم نے کہا۔ کہ جب تک مسٹر اسکوئتھ کے پیرو آزاد خیالوں کا آئرلینڈ کو فوجی اور بحری معاملات کی پوری پوری نگرانی دینے کا وعدہ ہے ملکی تجویز ملکی ہوم رول ہونے سے رک جاتی ہے۔ آئرلینڈ کو اپنے ہاں ٹیکس لگانے کے کامل اختیار دے جانے کے متعلق وزیر اعظم نے ظاہر کیا کہ اس سے تو آئرلینڈ قرضہ جنگ کے حصہ سے فارغ البال ہو جائیگا اور تنباکو کے ایک پونڈ کے لئے انگریز شلنگ دے گا تو اتنے ہی تنباکو کے لئے آئرش چھ پنس دے گا۔ اگر بدلہ میں کسی قسم کی ضمانت لئے بغیر آئرلینڈ کو جنگی۔ آبکاری اور انکم ٹیکس پر اختیار دیدیا جائے تو برطانیہ کی مالی حیثیت ناممکن ہو جائیگی۔

عراق عرب

ساڑھے تین گھنٹہ تک عربوں سے لڑائی بغداد ۷۔ اکتوبر کو ایک دستہ کی نہایت زبردست مزاحمت ہوئی۔ باغیوں کی ایک جماعت نے جس کا اندازہ تین ہزار کیا گیا ہے۔ حلہ سے قریب تین میل جنوب مشرق میں ایک چوکی پر جو دریا کے دونوں کناروں پر تھی۔ قبضہ کر لیا ۳½ گھنٹہ کی لڑائی کے بعد مقام ان سے خالی کرا لیا گیا۔

قبائل کی اطاعت وسطی اور بالائی فرات اور وسط الادہیم کے جنگی قبائل نے اطاعت قبول کر لی ہے۔

عرب ابھی تک لڑ رہے ہیں لنڈن۔ ۱۱۔ اکتوبر۔ سرکاری اطلاع ہے کہ وسط فرات کے علاقہ حلہ کے جنوب میں جو لڑائی ہوئی۔ اسمیں ۱۲ مقتول اور پچاس مجروح ہوئے۔ برطانی امدادی دستہ سماوہ کی طرف پیشقدمی کر رہا تھا۔ ایک ہزار عرب نے مقابلہ کیا۔ جو منتشر کر دیئے گئے۔

متفرق خبریں

لنڈن میں مشرقی زبانوں کا مدرسہ ہندوستانی طلباء کے جدید ہائی کمشنر کی زیر نگرانی ڈاکٹر ٹی۔ ڈبلیو آرنلڈ کو مدرسہ علوم مشرقی لنڈن کی انتظامی جماعت نے تمام وقت کا عربی پروفیسر مقرر کیا ہے۔

فرانس اور جرمنی کے دوستانہ تعلقات جرمن سفیر نے ایم ملیرانڈ پریزیڈنٹ فرانس سے پرائیویٹ ملاقات کے دوران میں کہا کہ میں عہد نامہ ورسیلز کی بنا پر فرانس اور جرمنی کے دوستانہ تعلقات کو ترقی دینے کی کوشش کرنے کے لئے تیار ہوں۔

ایک کثیر الاولاد لیڈی مسز میری اے بارلو جس کا انگلستان میں حال ہی میں انتقال ہوا ہے ۹۳ سال کی عمر پائی۔ اس نے سات بچے۔ ۴۳ پوتے۔ ۱۰۱ پڑپوتے اور ایک پڑپوتے کا بیٹا چھوڑا۔ اس کے ۱۴ پوتوں نے جنگ میں حصہ لیا جنمیں سے دو میدان جنگ میں کام آئے۔ اس کے حواس خمسہ آخر وقت تک درست رہے۔ اور اس نے موت سے ایک روز پہلے اپنی ۱۴۲ اولاد کو نام بنام بلا کر دیکھا۔

لینن بالشویک لیڈر کا حلیہ لینن ایک عجیب شباہت کا پستہ قد آدمی ہے۔ اس کے سر کے اوپر بال نہیں ہیں۔ بلکہ پچھلی طرف تھوڑے سے سرخی مائل [illegible] ہے۔ اور ایک چھوٹی سی سرخ داڑھی ہے۔ اس کا منہ بڑا اور ہونٹ موٹے ہیں۔ اسکی آنکھیں سرخی مائل اور چمکیلی ہیں۔ جن سے خون برستا ہے۔

برطانیہ میں بالشویک لٹریچر کی اشاعت ٹائمز لکھتا ہے کہ یکم اکتوبر سے پیشتر بالشویک برطانیہ میں ایک لاکھ پونڈ اپنی تحریک کی اشاعت میں صرف کر چکے ہیں۔ اب بالشویکوں کو تمام ملک میں ضلع ایجنٹ مقرر کیا جا رہا ہے۔ ان کی تنخواہ چھ تا دس پونڈ فی ہفتہ ہے۔ ان کے سپرد مزدور انجمنوں میں بالشویک تحریک کی تبلیغ ہے۔

مراکش میں فرانسیسیوں کی فتح فرانسیسی افواج نے مراکش میں اعلے درجہ کی کامیاب فوجی کارروائیوں کے بعد وازان پر قبضہ کر لیا ہے۔ کوئی ایسی شدید لڑائی نہیں ہوئی۔

ترکی احرار کا رویہ قسطنطنیہ کی خبر ہے کہ آرمینیا میں اضطراب ہے کیونکہ پندرہ بیس ہزار قوم پرست ترک لشکر ترکی کاظم قرہ بکر آرمینیا کی حد کو عبور کر آئے ہیں۔ انہوں نے اولٹی پر قبضہ کر لیا۔ حکومت ایروان کے پاس چالیس ہزار سپاہی ہیں۔ مگر ترکوں کے مقابلہ میں بیس ہزار ہی آ سکیں گے۔

باب عالی کا مراسلہ احرار کے متعلق باب عالی نے درخواست کی ہے کہ ان علاقوں میں جو عارضی طور پر یونان کے قبضہ میں ہیں۔ چالیس ہزار سپاہی بھرتی کرنا چاہتی ہے۔ غرض یہ ہے کہ ترکی احرار کو غارت کرے۔ نیز [illegible] سامان اتحادیوں کی حفاظت میں ہے۔ وہ ہمیں دیں کہ مجوزہ فوج کے کام آئے۔

ولایت میں کوئلہ کے مسئلہ کی حالت اور ابتر ہو گئی لنڈن ۷۔ اکتوبر۔ کوئلہ کی حالت اور ابتر ہو گئی ہے۔ یارک شائر کے کان کنوں کی ایسوسی ایشن کی کونسل نے تعداد کثیر کی رائے سے اپنے ممبروں کو سفارش کی ہے کہ وہ تجویز کے خلاف ووٹ دیں۔

ایک مقدس شہر کا انکشاف ہسپانوی مراکش کے مقدس شہر شیشوان کے راز غالباً جلدی آشکارا ہونیوالے ہیں۔ کیونکہ ہسپانوی سپاہ شہر کے چند میل کے فاصلہ پر پہنچ گئی ہے یہ شہر ایک عجوبہ روزگار ہے۔ جہاں سفید آدمی کے ابھی تک قدم نہیں پہنچے۔

لنڈن سے امریکہ تک بذریعہ طیارات آمد و رفت لنڈن ۸۔ اکتوبر۔ دو تجارتی زپلین خاص طور پر تیار کئے گئے ہیں۔ جو تیرہ سال سے یورپ اور امریکہ کے درمیان پرواز کیا کرینگے۔ ان جہازوں میں پانسو مسافر سوار ہو سکینگے۔ پہلے پہل کرایہ کی امید کی جاتی ہے۔ سو سے ڈیڑھ سو پونڈ تک ہوگا۔ مگر بعد میں گھٹ کر ساٹھ پونڈ رہ جائیگا۔ لنڈن سے نیویارک تک ۴۸ گھنٹہ سفر میں خرچ ہونگے۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)